امام ابو حنیفہؒ اور علم حدیث

احسان اللہ فہد فلاحی، ریسرچ اسکالر شعبۂ دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے "حکمت ولی اللہی کا اجمالی تعارف" میں ایک جگہ شاہ ولی اللہؒ کے حوالے سے یہ بات لکھی ہے کہ ہندوستان میں جو کوئی مجدّد بھی پیدا ہو گا اسے اصلاح و تجدید کی خدمات انجام دیتے وقت فقہ حنفی کی رعایت کرنی ہو گی۔ یہ دراصل ہندوستانی مسلمانوں کی بھاری اکثریت کی فقہی وابستگی اور دعوت و تبلیغ کے میدان میں اسے ہمیشہ ذہن میں ملحوظ رکھنے کی طرف واضح اشارہ تھا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے مبلغین اور مصلحین کو اس حقیقت سے روشناس کرایا تھا کہ اس ملک میں تجدید کا کام کرنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ فقہ حنفی کا عمیق مطالعہ کریں اور دعوتی و تبلیغی مسائل میں اسے ملحوظ خاطر رکھیں۔ مگر افسوس ہے کہ آج عوام و خواص کی اکثریت امام ابو حنیفہؒ کی حیات و خدمات سے ناواقف ہوتی جا رہی ہے اور یہ دراصل نتیجہ ہے اسلامی ورثہ سے غفلت اور تاریخ اسلام کی نامور شخصیات سے کنارہ کشی کا۔ ذیل کے مختصر مضمون میں امام اعظم کی حیات و خدمات پر اجمالاً روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ تاریخ اسلام کی یہ تابندہ نقوش ہمیشہ نظروں کے سامنے رہیں۔

امام اعظمؒ کا نام نعمان، کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظم ہے والد محترم کا نام ثابت بن زوطی بن ماہ ہے۔ آپ کا خاندان فارس کا ایک معزز اور مشہور خاندان تھا۔ آپؒ کے دادا حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانے میں دار الخلافۃ کوفہ تشریف لائے اور وہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ آپؒ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اس وقت عبد الملک بن مروان مسند آرائے خلافت تھا۔ یہ وہ مبارک عہد تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک سے جن لوگوں کی آنکھیں روشن ہوئیں تھیں ان میں سے چند بزرگ موجود تھے۔ انس بن مالکؓ، سہل بن سعدؓ اور ابو طفیل عامر بن واثلہؓ تو ابو حنیفہ کے آغاز شباب تک زندہ رہے۔ لیکن تعجب ہے کہ امام صاحب نے ان سے کوئی حدیث روایت

نہیں کی ۔اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس وقت تک آپ ان پڑھ تھے اور اپنے باپ کے ساتھ تجارت کے کاموں میں مشغول تھے ۔ ۹۴ھ میں ولید کے انتقال کے بعد جب سلیمان بن عبدالملک نے مسند خلافت کو زینت بخشی تو اس نے اپنے عہد میں درس و تدریس کو عام کر دیا ۔ اسوقت آپکے دل میں بھی علم حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا ۔حسن اتفاق سے ایک دن بازار جا رہے تھے ۔امام شعبیؒ جو کوفہ کے مشہور امام تھے ان کا مکان راہ میں تھا ۔ سامنے سے نکلے تو انہوں نے یہ سوچ کر کہ کوئی نوجوان طالب علم ہے پاس بلا لیا اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو ۔ انھوں نے ایک سوداگر کا نام لیا ۔ امام شعبیؒ نے کہا کہ میرا مطلب یہ نہ تھا تم پڑھتے کس سے ہو ۔ انہوں نے افسوس کے ساتھ جواب دیا کسی سے نہیں ۔ امام شعبیؒ نے کہا کہ مجھ کو تم میں قابلیت کے جوہر نظر آتے ہیں تم علماء کی صحبت میں بیٹھا کرو (۱) اس نصیحت نے آپ کے دل میں گھر کر لیا اور نہایت اہتمام سے تحصیل علم کی طرف متوجہ ہوئے ۔ سب سے پہلے آپ نے علم کلام کی طرف توجہ کی ۔ اسوقت تک علم کلام مدون و مرتب ہو کر اکتسابی علوم میں داخل ہو چکا تھا ۔ اس کی تحصیل کے لئے مذہبی معلومات اور قدرتی ذہانت درکار تھیں ۔ اللہ تعالیٰ نے امام صاحب کو دونوں خصوصیات دی تھیں ۔ چنانچہ آپ نے علم کلام میں وہ کمال پیدا کر لیا کہ بڑے بڑے اساتذۂ فن بحث کرنے میں ان سے جی چراتے تھے ۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد علم فقہ کی طرف مائل ہوئے اور پوری زندگی علم فقہ کے نذر کر دی ۔ علم کلام سے بددل ہونے کے بعد آپ نے حمّاد کی شاگردی اختیار کر لی ۔ حمّاد کوفہ کے مشہور امام اور استاذ تھے ۔ حضرت انسؓ سے حدیث سنی تھی ۔ بڑے بڑے تابعین کے فیض صحبت سے مستفید ہوئے تھے اسوقت انہی کا مدرسہ مرجع عام سمجھا جاتا تھا ۔ چند روز تک تو امام ابوحنیفہ رح پچھلی صفوں میں بیٹھتے رہے لیکن جب حمّاد کو معلوم ہوا کہ حافظہ اور ذہانت میں ان کا کوئی ہمسر نہیں ہے تو سب سے آگے بیٹھنے کا حکم دیا ۔ دس سال تک آپ حمّاد کی درس میں ہمیشہ حاضر ہوتے رہے آپؒ کی غیر حاضری میں امام ابوحنیفہ آپ کے جانشین ہوا کرتے تھے اور سائلین کو جواب دیا کرتے تھے حمّادؒ کا ۱۲۰ھ میں انتقال ہو گیا ۔ جبتک حمّاد زندہ رہے ابوحنیفہ رح آپ کی خدمت میں حاضر رہے اور علم فقہ کی تحصیل کی ۔ حمّاد کے زمانہ ہی میں آپ نے حدیث کی طرف بھی توجہ کی کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ مسائل فقہ کی مجتہدانہ تحقیق بغیر حدیث کی تکمیل کے ممکن نہیں ہے اسوقت امام صاحب کے وطن

کوفہ کا ایک ایک گھر حدیث و روایت کی درسگاہ بنا ہوا تھا۔ بصرہ بھی وسعتِ علم اور اشاعت حدیث کے اعتبار سے کوفہ کا ہمسر تھا۔ یہ دونوں شہر اسلامی علوم کے دار العلوم خیال کئے جاتے تھے۔ کوفہ کا کوئی ایسا محدث باقی نہ تھا جس کے سامنے امام صاحب نے زانوئے تلمذ تہ نہ کیا ہو اور حدیثیں نہ سیکھی ہوں۔ شیوخِ کوفہ میں خاص کر امام شعبیؒ، سلمہ بن کہیلؒ، محارب بن وثارؒ، ابو اسحاق سبیعیؒ، عون بن عبد اللہؒ، اعمشؒ، عطار بن سائبؒ، موسیٰ ابن ابی عائشہؒ، علقمہ بن مرثدؒ بہت بڑے محدث اور مسندِ روایت کے مرجعِ عام تھے۔ امام ابو حنیفہؒ نے کوفہ اور بصرہ کی درسگاہوں سے حدیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ حاصل کرنے کے بعد مزید حصولِ علم کے لئے حرمین کا رخ کیا۔ اور استفادہ کی غرض سے عطار بن رباحؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ۱۱۵ھ تک آپ کی خدمت میں رہ کر مستفید ہوتے رہے۔ عطار بن رباح کے علاوہ آپ نے حضرت عکرمہؒ کی بھی شاگردی اختیار کی اور ان سے بھی حدیث کی سند حاصل کی۔ آپ جب مدینہ پہونچے تو اس وقت فقہائے سبعہ میں سے حضرت سلیمانؒ اور سالم بن عبد اللہؒ زندہ تھے۔ آپ ان دونوں بزرگوں کی بھی خدمت میں پہونچے اور ان سے حدیثیں روایت کیں۔ امام اوزاعیؒ اور مکحول شامیؒ جو شام کے امام المذہب کہلاتے تھے۔ امام صاحب نے مکہ ہی میں ان لوگوں سے تعارف حاصل کیا اور حدیث کی سند لی۔ ان بزرگوں کے علاوہ آپ حضرت امام باقرؒ کی بھی خدمت میں حاضر ہوئے اور فقہ و حدیث کے متعلق بہت سی نادر باتیں آپ نے ان سے حاصل کیں۔ ان کے علاوہ حضرت باقرؒ کے فرزند رشید حضرت جعفر صادق کی [illegible] بہت سے ... بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ غرضیکہ امام ابو حنیفہؒ کے شیوخ حدیث کی تعداد [illegible] ... امام صاحب نے چار ہزار لوگوں سے حدیثیں روایت کی ہیں [illegible] ... بہت احترام کرتے تھے۔ آپ نے حضرت [illegible] ... عہد [illegible] ... لیکن استاد نے احترام [illegible] ...

[illegible]

کوفہ کی اکثر درس گاہیں ٹوٹ کر ان کے حلقہ میں آ ملیں ۔ اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ خود آپ کے اساتذہ مثلاً امام اعمشؒ مسعر بن کدامؒ وغیرہ آپ سے استفادہ کرنے لگے اور دوسروں کو آپ سے استفادہ کی ترغیب دلانے لگے ۔ اسپین کے علاوہ ساری دنیا کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے مستفید ہونے لگے ۔ اسلامی دنیا میں آپ کی عزت و شہرت کیوجہ سے خلیفۂ وقت کو آپ سے خطرہ محسوس ہونے لگا اور ملک کے مختلف انقلابات میں آپ کا نام سر فہرست رکھا جانے لگا ۔ چنانچہ آپ کی عزت و شہرت کو اسلامی دنیا میں کم کرنے کے لئے آپ کے سامنے منصب قضاء کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن آپ نے نہایت بے باکی سے اس کا انکار کر دیا چنانچہ آپ کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں ۔ خلیفۂ وقت نے آپ کو روزانہ دس درّے لگانے کا حکم دیا ۔ لیکن آپ نے منصب قضاء کو قبول نہیں کیا ۔ آخر کار خلیفہ نے مجبور ہو کر آپ کو رہا کر دیا ۔ ۱۳۲ھ میں بنو امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور آل عباس تخت و تاج کے مالک ہوئے ۔ آل عباس نے بنو امیہ کے ایک ایک فرد کو چن چن کر قتل کروا دیا ۔ خلفائے بنو امیہ کی قبریں اکھڑوا کر ان کی ہڈیاں جلا دیں اور اس قدر ظلم کیا کہ ہر طرف سے بغاوت کے آثار نظر آنے لگے ۔ محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم نے آل عباس کے خلیفہ منصور کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ۔ امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ نے ان بغاوتوں کی حمایت کی ۔ خلیفہ منصور بغاوتوں کو کچلنے میں کامیاب ہو گیا اور امام صاحب کو دار الخلافہ بغداد میں حاضر ہونے کا حکم دیا ۔ منصور آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا ۔ لیکن اس کے لئے بہانہ تلاش کر رہا تھا ۔ اس نے امام صاحب کے سامنے عہدۂ قضاء پیش کیا آپ نے اسکو قبول کرنے سے معذرت کر دی ۔ اس کی وجہ سے آپ کو پھر قید و بند کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں ۔ منصور نے آپ کو ۱۴۶ھ میں قید کروا دیا لیکن اس حالت میں بھی اسکو ان کی طرف سے اطمینان نہ تھا چنانچہ ۱۵۰ھ میں امام صاحب کو بے خبری میں زہر دے دیا ۔ جب آپ کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو سجدہ کیا اور اسی حالت میں انتقال ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

امام ابو حنیفہؒ سے صحاح ستہ میں حدیثیں بہت کم مروی ہیں باوجود اس کے کہ آپ ... تھے اور بڑے بڑے اساتذۂ حدیث سے حدیث کی سند میں حاصل

کوفہ کا ایک ایک گھر حدیث و روایت کی درسگاہ بنا ہوا تھا۔ بصرہ بھی وسعتِ علم اور اشاعت حدیث کے اعتبار سے کوفہ کا ہمسر تھا۔ یہ دونوں شہر اسلامی علوم کے دار العلوم خیال کئے جاتے تھے۔ کوفہ کا کوئی ایسا محدث باقی نہ تھا جس کے سامنے امام صاحب نے زانوئے تلمذ تہ نہ کیا ہو اور حدیثیں نہ سیکھی ہوں۔ شیوخِ کوفہ میں خاص کر امام شعبیؒ، سلمہ بن کھیلؒ، محارب بن وثارؒ ابو اسحاق سبعیؒ، عون بن عبداللہؒ، اعمشؒ، عطار بن سائبؒ، موسیٰ ابن ابی عائشہؒ، علقمہ بن مرثدؒ بہت بڑے محدث اور مسند روایت کے مرجع عام تھے۔ امام ابو حنیفہؒ نے کوفہ اور بصرہ کی درسگاہوں سے حدیث کا ایک بہت بڑا ذخیرہ حاصل کرنے کے بعد مزید حصول علم کے لئے حرمین کا رخ کیا۔ اور استفادہ کی غرض سے عطار بن رباحؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ۱۱۵ھ تک آپ کی خدمت میں رہ کر مستفید ہوتے رہے۔ عطار بن رباح کے علاوہ آپ نے حضرت عکرمہؒ کی بھی شاگردی اختیار کی اور ان سے بھی حدیث کی سند حاصل کی۔ آپ جب مدینہ پہونچے تو اس وقت فقہائے سبعہ میں سے حضرت سلیمانؒ اور سالم بن عبداللہؒ زندہ تھے۔ آپ ان دونوں بزرگوں کی بھی خدمت میں پہونچے اور ان سے حدیثیں روایت کیں۔ امام اوزاعیؒ اور مکحول شامیؒ جو شام کے امام المذہب کہلاتے تھے۔ امام صاحب نے مکہ ہی میں ان لوگوں سے تعارف حاصل کیا اور حدیث کی سند لی۔ ان بزرگوں کے علاوہ آپ حضرت امام باقرؒ کی بھی خدمت میں حاضر ہوئے اور فقہ و حدیث کے متعلق بہت سی نادر باتیں آپ نے ان سے حاصل کیں۔ ان کے علاوہ حضرت باقرؒ کے فرزند رشید حضرت جعفر صادق کی فیض صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا۔ غرضیکہ امام ابو حنیفہؒ کے شیوخ حدیث کی تعداد بے شمار ہے۔ ابو حفص کبیر کے مطابق امام صاحب نے چار ہزار لوگوں سے حدیثیں روایت کی ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ اپنے اساتذہ کا بہت احترام کرتے تھے۔ آپ نے حضرت حمادؒ کے زمانے ہی میں اجتہاد کا رتبہ حاصل کر لیا تھا لیکن استاد کے احترام میں دوسرا مسند درس بچھانے کے لئے آمادہ نہ ہو سکے۔ اور استاد کی خدمت میں ہی رہ کر علم کی خدمت کرتے رہے لیکن حضرت حمادؒ کے انتقال کے بعد لوگوں کے اصرار پر مسند درس پر بیٹھے۔ آغاز میں حمادؒ کے پرانے شاگرد ہی آپ کے حلقۂ درس میں بیٹھتے تھے لیکن چند روز میں وہ شہرت ہوئی کہ

کوفہ کی اکثر درس گاہیں ٹوٹ کر ان کے حلقہ میں آملیں۔ اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ خود آپ کے اساتذہ مثلاً امام اعمشؒ مسعر بن کدامؒ وغیرہ آپ سے استفادہ کرنے لگے اور دوسروں کو آپ سے استفادہ کی ترغیب دلانے لگے۔ اسپین کے علاوہ ساری دنیا کے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ سے مستفید ہونے لگے۔ اسلامی دنیا میں آپ کی عزت وشہرت کیوجہ سے خلیفۂ وقت کو آپ سے خطرہ محسوس ہونے لگا اور ملک کے مختلف انقلابات میں آپ کا نام سر فہرست رکھا جانے لگا۔ چنانچہ آپ کی عزت وشہرت کو اسلامی دنیا میں کم کرنے کے لئے آپ کے سامنے منصب قضاء کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن آپ نے نہایت بے باکی سے اس کا انکار کر دیا چنانچہ آپ کو قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ خلیفۂ وقت نے آپ کو روزانہ دس درّے لگانے کا حکم دیا۔ لیکن آپ نے منصب قضاء کو قبول نہیں کیا۔ آخر کار خلیفہ نے مجبور ہوکر آپ کو رہا کر دیا۔ سنہ ۱۳۲ھ میں بنوامیہ کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا اور آل عباس تخت وتاج کے مالک ہوئے۔ آل عباس نے بنوامیہ کے ایک ایک فرد کو چن چن کر قتل کروا دیا۔ خلفائے بنوامیہ کی قبریں اکھڑوا کر ان کی ہڈیاں جلا دیں اور اس قدر ظلم کیا کہ ہر طرف سے بغاوت کے آثار نظر آنے لگے۔ محمد نفس ذکیہ اور ابراہیم نے آل عباس کے خلیفہ منصور کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ نے ان بغاوتوں کی حمایت کی۔ خلیفہ منصور بغاوتوں کو کچلنے میں کامیاب ہوگیا اور امام صاحب کو دار الخلافۃ بغداد میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ منصور آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے لئے وہ بہانہ تلاش کر رہا تھا۔ اس نے امام صاحب کے سامنے عہدۂ قضاء پیش کیا آپ نے اسکو قبول کرنے سے معذرت کرلی۔ اس کی وجہ سے آپ کو پھر قید وبند کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں۔ منصور نے آپ کو سنہ ۱۴۶ھ میں قید کروا دیا لیکن اس حالت میں بھی اسکو ان کی طرف سے اطمینان نہ تھا چنانچہ سنہ ۱۵۰ھ میں امام صاحب کو بے خبری میں زہر دلوا دیا۔ جب آپ کو زہر کا اثر محسوس ہوا تو سجدہ کیا اور اسی حالت میں قضا کی۔ إنا لله وإنا اليه راجعون۔

امام ابوحنیفہؒ سے صحاح ستہ میں حدیثیں بہت کم مروی ہیں باوجود اس کے کہ آپ اپنے وقت کے عظیم محدث تھے اور بڑے بڑے اساتذۂ حدیث سے حدیث کی سندیں حاصل کی تھیں۔ اسکے چند اسباب ہیں۔

سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ محدث سے زیادہ فقیہ اور مجتہد تھے۔ مجتہد اور محدث کی حیثیتوں میں فرق ہوتا ہے۔ محدث مواعظ، قصص، فضائل، سیر ہر قسم کی روایتوں کا استقصار کرتا ہے لیکن مجتہد کو صرف ان روایتوں سے بحث ہوتی ہے جس سے کوئی شرعی حکم مستنبط ہو رہا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ کی روایات احادیث کی کتابوں میں کم ہیں۔ یہ بات مبنی بر حقیقت ہے کہ مغازی، قصص، سیر میں امام صاحب کی نظر وسیع نہ تھی لیکن احکام و عقائد کے متعلق آپ کو جو واقفیت اور تحقیق حاصل تھی اس سے انکار کرنا صرف کم نظری اور ظاہر بینی کا نتیجہ ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ امام صاحب کا خیال تھا کہ صحیح حدیثوں کی تعداد بہت کم ہے۔ امام شافعیؒ نے صاف لفظوں میں امام ابوحنیفہؒ کے خیالات ظاہر فرمائے ہیں۔ امام بیہقیؒ نے روایت کی ہے ایک دن ہرم قرشی نے امام شافعیؒ سے کہا کہ آپ وہ حدیثیں لکھوائیے جو رسول اللہؐ سے ثابت ہیں انہوں نے جواب دیا کہ "ارباب معرفت کے نزدیک صحیح حدیثیں کم ہیں کیونکہ ابو بکر صدیقؓ نے جو حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں ان کی تعداد سترہ سے زیادہ نہیں ہے عمر بن الخطابؓ جو رسول اللہؐ کے بعد مدت تک زندہ رہے ان کی روایت سے پچاس حدیثیں بھی ثابت نہیں۔ حضرت عثمانؓ سے بھی ایسے ہی روایتیں مروی ہیں۔ حضرت علیؓ اگرچہ لوگوں کو حدیث سیکھنے کی ترغیب دلاتے تھے لیکن ان سے بھی کم حدیثیں مروی ہیں۔ کیونکہ وہ مطمئن نہیں رہے۔ ان سے جو حدیثیں مروی ہیں اکثر حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت کی ہیں۔ ان لوگوں کے سوا اور صحابہ سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں لیکن اہل معرفت کے نزدیک وہ تمام روایتیں صحیح سند سے ثابت نہیں (۲)

علم حدیث میں امام صاحبؒ کی سب سے بڑی خدمت فن حدیث کے سلسلے میں ہے امام صاحب نے درایت (۳) کے اصول دریافت کئے اور ان کو احادیث کی تحقیق و تدقیق میں عملاً برت کے دکھایا۔ ہمارے علمار نے روایت پر جسقدر توجہ کی ہے اس کی نظیر دنیا کی کسی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ لیکن اصول درایت کو دریافت کرنے کا سہرا امام ابوحنیفہؒ کے سر ہے جنکی نگاہیں ان باریکیوں تک پہونچ گئیں جو صحابہ کی تاریخ میں جستہ جستہ نظر آتے تھے۔ امام صاحب